میڈیا کے نمائندگان کے ساتھ پریس کانفرنس

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق ایک پریس کانفرنس رکھی گئی تھی۔ اس میں مختلف الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندگان موجود تھے۔

پاکستانی ٹی وی چینل نیوز ون اور ایرانی ٹی وی سحر کے نمائندہ نے سوال کیا کہ یورپ کے اندر Islamophobia جس رفتار سے بڑھ رہا ہے کیا اس حوالہ سے یورپ میں کوئی متحدہ حکمت عملی اپنائی جا سکتی ہے؟ دوسرا سوال یہ کہ ہم تو اس پاکستان کو جانتے ہیں جس کی پہلی کیبینٹ میں سر ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ تھے۔ لیکن ابھی جو حالیہ دور میں صورتحال develop ہوئی ہے عاطف میاں کے حوالہ سے، تو اس سلسلہ میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں تک Islamophobia کا تعلق ہے تو جماعت احمدیہ ہر پلیٹ فارم پر یہی کہتی ہے کہ جو بھی انتہا پسند کر رہے ہیں، وہ غلط کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت یہ نہیں چاہتی بلکہ اس سے نفرت کا اظہار کرتی ہے۔ اس لئے ہر جگہ کوشش کرنی پڑتی ہے اور کوشش ہی ہے۔ اور پھر آپ کی جو مسجد ہے اور منبر ہے وہاں مولویوں اور مُلّاؤں سے کہیں کہ تم لوگ کوشش کرو کہ جو تمہارے پاس آتے ہیں بجائے ان کو انتہا پسند بنانے کے ان کو اصل اسلام کی تعلیم دو اور ان کو بتاؤ کہ اصل اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رحمۃ للعالمین بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بھی رب العالمین ہے جو اللہ تعالیٰ سب جہانوں کا ربّ ہے، سب فرقوں کا رب ہے، سب مذہبوں کا رب ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالمین کے لئے رحمت ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رحمت ہی پھیلی، کافروں نے جب حملہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ خود سے کوئی جنگ نہیں کی۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں ایسی کوئی جنگ تھی جو خود شروع کی گئی ہو۔ دشمنوں نے مجبور کیا تو جنگ ہوئی۔

باقی جہاں تک آپ کا سوال ہے یا آپ کا مطلب ہے کہ ہم مدد کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہم ہر جگہ ہی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ آپ کے لیڈر اور آپ کے مُلاں اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ہم بحیثیت مسلمان ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اس انتہا پسندی کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

دوسرا آپ کا سوال عاطف میاں اور ظفر اللہ خان صاحب کا، تو عمران خان صاحب نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں وہ پاکستان بنانا چاہتا ہوں اور اس میں وہ حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں جو مدینہ کی حکومت تھی تو مدینہ کا میثاق کیا تھا؟ اس میں تو یہودی بھی شامل تھے۔ دوسرے مذاہب بھی شامل تھے۔ یہودیوں کو ان کی شریعت کے مطابق deal کیا جاتا تھا اور مسلمانوں کو قرآن کریم کے مطابق۔ سب اکٹھے رہتے تھے۔ جب تک کہ دوسرے مذہبوں کی طرف سے بغاوت نہیں ہوگئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک سے اچھا سلوک کیا اور اس کے بعد بھی اچھا سلوک کرتے رہے۔ تبھی تو مدینہ کے بہت سارے یہودی مسلمان بھی ہوئے۔ عمران خان صاحب نے نعرہ تو یہ لگایا لیکن جب عاطف میاں کا سوال آیا اور مُلاں کے پریشر کا سوال آیا تو ڈر گئے اور قائداعظم کی جو vision تھی اس کے الٹ چلنا شروع کر دیا۔ لیکن کم از کم یہ بات ہے کہ ان کے کچھ وزیر ایسے جرأت والے ہیں جنہوں نے ٹی وی پر بھی اور سوشل میڈیا پر کھل کر یہ بات کی کہ ہم عاطف میاں کو اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر نہیں بنا رہے بلکہ ایک اقتصادی advisor، ممبر بنا رہے ہیں۔ لیکن اس پر پیر صاحب نے ایک فتویٰ دے دیا کہ عاطف میاں کو ممبر بنانے کی وجہ سے عمران خان صاحب ان کی پارٹی کے سب ممبران، ان کی عاملہ اور وہ تمام لوگ جنہوں نے تحریک انصاف کو ووٹ دیا ان سب کے نکاح ٹوٹ گئے۔ تو جب یہ سوچ بن جائے تو آپ خود ہی اندازہ کر لیں کیا ہو سکتا ہے۔

نمائندہ جنگ نیوز نے سوال کیا کہ آپ احمدیہ کمیونٹی کے مذہبی راہنما ہیں، دوسری طرف مسلمانوں کی اکثریت کے مذہبی راہنما بھی ہیں۔ ہمارے لئے یعنی عام آدمی کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ وہ کس کی بات پر یقین کریں۔ جہاں مذہب آ جاتا ہے وہاں عموماً آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔ اس حوالہ سے میں جاننا چاہوں گا کہ سوسائٹی کے اندر ایک مسلسل ٹینشن ہے۔ کیا آپ اس حوالہ سے پارلیمنٹ کا بنایا ہوا جو قانون ہے اس سے اختلاف کرتے ہیں یا آپ کے پاس اس کے لئے کوئی لائحہ عمل ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ ہم ہر وہ کام کرتے ہیں جس کی اللہ اور

ہوا جو قانون ہے اس سے اختلاف کرتے ہیں یا آپ کے پاس اس کے لئے کوئی لائحہ عمل ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ ہم ہر وہ کام کرتے ہیں جس کی اللہ اور

اس کے رسول اجازت دیتے ہیں اور حکم دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ جو کہتا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** وہ مسلمان ہے۔ جب کافروں سے جنگ ہوئی تو ایک صحابی نے مخالف کو قتل کر دیا اور قتل ہونے سے پہلے اس نے کہہ دیا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا دل چیر کے دیکھا تھا؟ اور اس کو اتنی دفعہ کہا، اتنا غصے اور افسوس کا اظہار کیا کہ صحابی نے کہا کہ میرے دل نے کہا کہ کاش آج سے پہلے میں مسلمان ہی نہ ہوتا۔ اگر تو پاکستان کی پارلیمنٹ نے ہمارا دل چیر کر دیکھ لیا ہے کہ ہم **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** دل سے کہتے ہیں یا صرف زبان سے کہتے ہیں تو پھر ان کا مقام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہو گیا۔ اُن کو تو دل کی خبر نہیں تھی، ان کو دل کی خبر ہو گئی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے ہر اُس قانون کی ہم پابندی کرتے ہیں جو ہمیں مذہب سے نہیں روکتا۔ میں اگر کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو پارلیمنٹ لاکھ کہے کہ تم مسلمان نہیں ہو تو میں سختیاں برداشت کر لوں گا لیکن میں مسلمان ہوں۔ ہاں پاکستان کے باقی قوانین کا جہاں تک تعلق ہے تو آپ دیکھ لیں گے، ہمارے احمدی قانون کے پابند ہیں اور قانون کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ تو جہاں مذہب کا معاملہ آ گیا اس مذہب کو میں مانتا ہوں اس کا کسی کو نقصان نہیں ہو رہا۔ میں کسی کا مال نہیں لوٹ رہا، میں کہیں ڈاکہ نہیں ڈال رہا، میں حکومت کے خلاف بغاوت نہیں کر رہا، میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں اور نماز پڑھتا ہوں۔ اس پر آپ مجھے کہتے ہیں کہ نہیں تمہیں تین سال کی قید ہے تو ٹھیک ہے میں برداشت کر لوں گا۔ انہی باتوں کی وجہ سے میں خود بھی جیل میں رہا ہوں، آپ نے پاکستان کی جیل کا حال پوچھنا ہے تو وہ بھی بتا سکتا ہوں۔ یہ تو ظالمانہ قانون ہے جس کو دنیا کا کوئی بھی sensible آدمی نہیں مانتا۔ اور جناح نے جو پاکستان کا تصور پیش کیا تھا اس میں مذہب کی آزادی تھی، ہر ایک مذہبی لحاظ سے آزاد تھا۔ جناح کی نظر میں یہ مذہب کی آزادی ہی تھی جو انہوں نے ایک عیسائی کو چیف جسٹس بنایا، جج بنایا، کمانڈر ان چیف یا شائد ایئر فورس کا سربراہ بھی عیسائی تھا، پھر چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کو وزیر خارجہ بنایا۔ تو یہ ساری چیزیں اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ باوجود اس کے کہ پاکستان مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت بنائی گئی تھی لیکن اسی طرح جس طرح مذہب کی آزادی کے ساتھ مدینہ کی حکومت بنی تھی۔

اگر آپ یہ کہیں کہ تم اپنے آپ کو اس لئے غیر مسلم کہہ دو کہ پارلیمنٹ کہتی ہے تو میں کیوں خود کو غیر مسلم کہہ دوں جبکہ میں اللہ اور اس کے رسول پر یقین کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں بھی سورۃ النساء میں آیا ہے کہ جو تمہیں سلام کہتا ہے تم اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ تو یہ جب اللہ کے حکم سے ٹکرانے لگ جائیں اور رسول کے حکم سے ٹکرانے لگ جائیں تو پھر ہم نے وہاں سٹینڈ لینا ہے۔ ہاں باقی باتوں میں ہم قانون کے پابند ہیں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارے جتنا کوئی بھی پابند نہیں۔ آپ آبادی کے لحاظ سے کسی بھی شہر کی ریشو نکال لیں اور وہاں انتظامیہ سے پوچھ لیں کہ احمدی زیادہ قانون کے پابند ہیں یا دوسرے لوگ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں انقلاب جو ہے وہ بھی اس وجہ سے ہے۔ مجھے گھانا کی پارلیمنٹ کے ایک دوست جو کہ احمدی ہیں کہنے لگے کہ ہماری آئی جی جیل خانہ کے ساتھ میٹنگ ہو رہی تھی۔ اور وہاں یہ سوال تھا کہ crime بڑھ رہا ہے۔ اور پھر یہ جائزہ لیا گیا کہ کس طبقے سے مجرم زیادہ ہیں تو پتا لگا کہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں احمدی ہوں اور میں تمہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ احمدی مسلمان جرائم نہیں کرتے۔ تم اگلی میٹنگ میں جائزہ لے کر بتاؤ کہ مجرموں میں کوئی احمدی بھی شامل ہے۔ اگلی رپورٹ جب آئی تو پتہ چلا کہ باقی مسلمان تو ہیں لیکن کوئی بھی احمدی نہیں۔ انقلاب تو یہ ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم تو ہم پیش کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ تم اپنا نام خالد نہ رکھو، تم یہ کہو کہ میں مسلمان نہیں ہوں، سلام نہ کہو۔ اگر کوئی عیسائی 'السلام علیکم' کہے تو کوئی حرج نہیں اور احمدی کہہ دے تو تین سال کی قید ہے۔ یہ قانون ہے؟ یہ تو مذاق ہے۔

ایک پاکستانی صحافی نے کہا کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ میں ہر مظلوم کا ساتھی ہوں اور ہر ظالم کا مخالف ہوں۔ آپ کا جو نعرہ ہے کہ محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں تو

اس میں تو سارے لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ: بہت اچھی بات ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ مظلوم اور ظالم کی مدد کرو۔ اس پر صحابہؓ نے پوچھا کہ ظالم کی مدد کیسے کر سکتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسکی ظلم روکنے میں مدد کر سکتے ہو۔ اور مظلوم کے لئے تو واضح ہے کہ آپ اس کی کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ تو محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں کا مطلب ہے جو ظالم ہیں، تم ان کے لئے دعا کرو کہ وہ خدا کی پکڑ سے بچے رہیں۔ یہ تمام انسانیت کے لئے محبت ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے محبت جو مظلوم ہیں یا عاجز ہیں یا امن پسند ہیں کہ تم ان کے لئے دعا کرو کہ وہ ظالموں سے بچے رہیں۔ تو محبت سب کے لئے کا یہ مطلب ہے۔ ورنہ آپ صحیح کہتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کی حدیث کے مطابق میں بھی صحیح کہتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ظالم کا ہاتھ روکو، اس کی مدد کرو، اس کے لئے دعا کرو۔ اگر تم ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو، زبان سے نہیں روک سکتے تو اس کے لئے دعا کرو۔ یہ اس کے لئے مدد ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہر ایک سے ایک جیسا پیار نہیں ہو سکتا۔ پیار کے معیار بدل جاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت علیؓ کے بیٹے نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ کو مجھ سے پیار ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ’ہاں‘ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ سے بھی پیار ہے؟ تو حضرت علی نے فرمایا کہ ’ہاں‘۔ پھر پوچھا کہ یہ دو پیار کس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ اس پر حضرت علی نے کہا کہ جب اللہ کے پیارے کا معاملہ آئے گا تو تمہارا پیار پیچھے ہو جائے گا۔ تو اسی طرح ظالم سے اس وقت تک پیار ہے جب تک مظلوم سامنے نہ ہو۔ جب مظلوم سامنے آجائے گا تو اس سے پیار ہوگا اور ظالم سے ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو اللہ کی پکڑ سے بچاؤ۔